Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

An Analytical Study of Mufti Muhammad Farīd's Methodology in Tawḍīḥ al-Abwāb of Sunan al-Tirmidhī

سنن الترمذی کے "توضیح الابواب" میں مفتی محمد فریدؒ کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

Sayed Ihtisham Ul Haq
Lecturer, Department of Islamic Studies, Bacha Khan University Charsadda
Email: sayedihtisham1991@gmail.com

Dr. Muhammad Dawood Khan
Assistant Professor Department of Islamic Studies, Bacha Khan University Charsadda
Email: muhammaddawoodkhan749@gmail.com

Loqman Ahmad
Lecturer, Department of Islamic Studies, Bacha Khan University Charsadda
Email: Loqman550@gmail.com

Abstract
This research article presents an analytical study of the methodological approach adopted by Shaykh al-Ḥadīth **Mufti Muhammad Farīd Zarbobī (رحمہ اللہ)** in explaining the Tarājim al-Abwāb (chapter headings) of **Sunan al-Tirmidhī**, as reflected in his renowned work Manhāj al-Sunan Sharḥ Jāmiʿ al-Sunan. The chapter headings formulated by Imām al-Tirmidhī (رحمہ اللہ) are not merely structural titles but embody profound juristic, methodological, and ḥadīth-related insights. Their proper understanding is therefore indispensable for an accurate comprehension of the Prophetic traditions recorded under them.

The study highlights that Mufti Muhammad Farīd (رحمہ اللہ) adopts a comprehensive and well-balanced methodology in Tawḍīḥ al-Abwāb. His approach includes detailed linguistic and terminological analysis of key words, clarification of juristic implications, systematic presentation of the opinions of the four Sunni schools of law alongside those of the Companions, Tābiʿīn, and other jurists, identification of authentic and erroneous manuscript variants, and elucidation of the intended purpose and legal inference behind each chapter heading. Furthermore, he frequently correlates the chapter titles with the practical Sunnah of the Prophet ﷺ, historical context, and principles of legal reasoning employed by Imām al-Tirmidhī.

The article concludes that Mufti Muhammad Farīd's method represents a distinctive contribution to the field of ḥadīth commentary. His explanations combine brevity with depth, scholarly precision with juristic insight, and traditional adherence with critical

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
February 02, 2026

analysis. Consequently, Manhāj al-Sunan emerges as a valuable resource for students and researchers of ḥadīth and Islamic jurisprudence, particularly in understanding the intricate relationship between chapter headings and the aḥādīth they encompass.

Keywords:
Sunan al-Tirmidhī, Tarājim al-Abwāb, Mufti Muhammad Farīd, Manhāj al-Sunan, Ḥadīth Commentary

قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور یہ کتاب روز قیامت تک لوگوں کے کی ہدایت کا اولین سرمایا ہے۔ ہمارے دین کے بنیادی ماخذ قرآن کریم ہے اور ہمیں پر کسی بھی شرعی مسئلے میں اس کی طرف رجوع کرنا فرض ہے۔ یہ بات کسی پر مخفی نہیں ہے کہ قرآن کے بعض آیات تفسیر کی مقتضی ہوتی ہے اور اجمالا اس پر عمل کرنا گمراہی کا سبب بن سکتی ہے۔ قرآن کی اولین تفسیر ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے قول، فعل اور تقریر سے قرآن کی تفسیر بیان فرمائی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن کے بعد ہمارے پاس دوسرا دین ماخذ "احادیث" ہیں۔ اس اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے علماء نے خدمت حدیث میں اپنی پوری پوری زندگیا صرف کی اور اس دنیا کو خیر آباد کہنے کے بعد ان کے جمع کردہ احادیث کے عظیم مجموعات ان کے اس علمی مساعی پر شاہد ہیں۔ اس سلسلے کی ایک کڑی امام ترمذیؒ ہے جنہوں نے "سنن الترمذی" کے نام سے احادیث کی ایک گراں قدر خدمت سرانجام دی۔ اس خدمت حدیث کے اہمیت کے پیش نظر بعض کے علماء نے اس کے مختلف شروحات، حواشی اور مستخرجات لکھیں جس میں سے ضلع صوابی سے تعلق رکھنے والے "مفتی محمد فرید زوبویؒ" بھی ہے۔ آپ نے "منہاج السنن شرح جامع السنن" کے نام سے سنن الترمذی کی ایک شرح تحریر فرمائی جو اپنی اختصار کے باوجود علوم الحدیث اور علم فقہ کا ایک علمی خزانہ ہے۔۔ سنن الترمذی میں دوسرے کتب حدیث کی طرح ہر موضوع کے احادیث کے لیے امام ترمذی نے علیحدہ علیحدہ باب باندھا ہے اور چونکہ اس باب میں بہت سے مسائل اور باتوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس لیے مفتی صاحب نے "منہاج السنن" میں "توضیح الابواب" پر خصوصی توجہ دی۔ مفتی صاحب نے ان ابواب کے تشریح وتوضیح میں جو منہج اختیار کیا ہے، اس کا ایک تجزیاتی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

مفتی محمد فریدؒ کا مختصر تعارف

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید زروبویؒ ضلع صوابی کے ایک گاؤں "زروبی" کے ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی شخصیت بوجہ علم و تقویٰ اور دقیق فہم وجامعیت کے علماء اور صلحاء کے زمرے میں یکساں مشہور ہیں۔ آپ کی صحبت کی برکت سے آپ کے بہت سے شاگرد اور مرید درس وتدریس اور دعوت وارشاد میں تاحال مصروف ہیں۔ آپ نسلاً افغان اور پٹھان تھے۔ سلسلہ نسب کچھ یوں ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

مولانا مفتی محمد فرید بن حضرت مولانا حبیب اللہ (المتوفی ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۹ء) المعروف بہ صاحب حق بن حکیم حاذق حضرت مولانا امان اللہ صاحب بن مولانا محمد خیر صاحب بن حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (1)

ولادت

آپؒ بروز جمعہ اور یوم عید الفطر بوقت طلوع فجر، یکم شوال ۱۳۴۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔

تحصیل علم

مقامی سکول میں چھٹی جماعت پاس کرنے کے بعد علم دین کے حصول کے لیے اپنے والد کے ساتھ مردان گئے۔ آپ کے اولین مربی آپ کے والد بزرگوار ہیں جن کی آغوش شفقت میں آپ نے قرآن مجید اور فارسی و عربی کی ابتدائی درسی کتابوں کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی اکثر و بیشتر کتابیں پڑھیں۔

۱۳۶۸ھ میں آپ کے والد کی وفات کے بعد مفتی صاحبؒ نے منطق اور فلسفہ اور حکمت کی اکثر کتابیں مولانا خان بہادر معروف بہ مارتونگ مولانا صاحب اور مولانا محمد نذیر صاحب چکیسریؒ سے سیدو شریف سوات میں پڑھیں۔ اور اس طرح بعض بڑی کتابیں حضرت مولانا عبد الرزاق صاحبؒ عرف شاہ منصور باباجیؒ سے پڑھیں۔ یہ تمام شیوخ اور اساطین، علم و معرفت میں اپنے اپنے دور کے رازی و غزالی شمار ہوتے تھے۔

درس نظام کے جملہ وعلوم اور درجہ تکمیل سے فراغت کے بعد موقوف علیہ اور صحاح ستہ پڑھنے کے لیے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غوشتویؒ کی علمی درسگاہ میں حاضری پیش کی۔ ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۲ میں فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی۔ دستار بندی کے وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ کی جوہر شناس نگاہوں اور نورانی فراست نے اپنے ہزاروں تلامذہ میں سے تنہا خلاف عادت مفتی صاحبؒ کی علمی قابلیت، ذہانت و فطانت، ادب و احترام، زہد و تقویٰ کی تعریف فرمائی۔

مفتی صاحبؒ فرماتے تھے کہ حضرت غور غوشتویؒ کی صحبت کی برکت سے خواب کے عالم میں کثرت طواف اور زیارت حضرت مصطفی ﷺ اور دیگر صالحین سے مشرف ہوتا رہتا تھا۔

درس و تدریس

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

مفتی صاحبؒ نے فراغت سے تین سال قبل تدریس شروع کی تھی اور فراغت کے بعد ایک سال اپنے گاؤں زروبی میں اپنے آبائی واجدادی درسگاہ میں تدریس کی اور اس کے بعد ۱۹۵۴ء میں دارلعلوم اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں بحیثیت مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے اور ساتھ ساتھ افتاء کا کام بھی شروع کیا، سات سال تک جامعہ میں ہر قسم کی کتابیں پڑھائیں جن میں تفسیر بیضاوی، تفسیر جلالین، مشکوٰۃ المصابیح، سنن الترمذی مکمل، شمائل ترمذیؒ، موطائین، سنن ابوداؤد، ہدایہ، مطول، قاضی، سلم، حمداللہ ،صدرا اور شرح جامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جامعہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں درس حدیث

جامعہ اکوڑہ خٹک میں کئی سال درس کرنے کے بعد کچھ شرعی اعذار کی وجہ سے مستعفی ہوگئے اور ۱۹۶۴ء کو جامع دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں استاذ حدیث اور صدر المدرسین مقرر ہوئے ۔ تین سال بعد بعض احباب سے تعلقات ناخوشگوار ہونے کی خطرہ کی وجہ سے جامعہ میں درس دینا ترک کردیا۔ لیکن حضرت مولانا غور غشتویؒ اور حضرت عبدالمالک صدیقیؒ دارلعلوم حقانیہ کو جانا پسند کرتے تھے تو مفتی صاحبؒ حسب خواہش اکابر ۱۹۶۶ء کو دارالعلوم حقانیہ واپس تشریف لائے۔ پس میں نے دارلعلوم میں دوسال تک مشکوٰۃ المصابیح جلد اول اور ترمذی الترمذی جلد ثانی کا درس دیتا رہا۔ تیسرے سال سنن ابوداؤد مکمل اور صحیح البخاری کا درس دیا۔ اس کے بعد آئندہ سال صحیح البخاری از کتاب البیوع اور پھر از کتاب الایمان میرے حوالے کی گئی اور ساتھ سنن الرمذی بھی میرے حوالے کی گئی۔

وفات

۹ جولائی ۲۰۱۱ء کو مفتی صاحب کی حالات خراب ہوئی تو آپ جلد ہی صوابی ہسپتال لے جائے گیا۔ ڈاکٹر نے نبض چیک کر بتایا کو کہ مفتی صاحبؒ کو فوراL.R.H لے چلو۔ راستے ہی میں "مرغز" کے مقام پر 10:30 (بروز ہفتہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ بمطابق ۹ جولائی ۲۰۱۱ء) بجے آپ کو روح پرواز کر گئی اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ لیکن پھر بھی آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ ڈاکٹروں نے پورا چیک اپ کر کے تسلی کرلی اور وہ غمزدہ خبر سنائی جسے لوگوں نے صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کی۔ پھر ایمبولنس کے ذریعے اپنے گاؤں زروبی لایا گیا۔ آپؒ کی وفات کی خبر پوری میں ے علاقے میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔

ترجمۃ الباب میں موجود اہم الفاظ کی لغوی تحقیق

سب سے پہلے مفتی صاحبؒ باب میں موجود اہم الفاظ کے لغوی معانی کی وضاحت کچھ یوں کرتے کہ لغوی اور اصطلاحی معانی میں ربط پیدا ہو جائے ملاحظہ ہو چند مثالیں امام ترمذیؒ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

(۱)--" باب ماجاء لا تقبل صلوٰة بغیر طھورٍ"[2]

اس جگہ پر " باب "پہلی دفعہ آیا ہے اس لیے سب سے پہلے اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہیں۔

"ان الباب لغۃ مایدخل و یخرج منہ والمراد منہ النوع مجازا مستعارا یعنی کما ان الباب ید خل منہ فی البیت کذالک تلک الاحادیث ید خل منہا فی الطھارۃ"[3]۔

"باب لغت میں اس جگہ کو کہتے ہے جس سے انسان کسی جگہ داخل اور خارج ہوسکے اور مجازاً اس سے مراد نوع ہے یعنی جس طرح دروازے سے انسان گھر میں داخل ہوتا ہے اس طرح اس حدیث سے طہارت میں دخول ہوتا ہے"

تقریبایہی بات دوسرے محدثین نے بھی " باب "کی وضاحت میں لکھی ہے۔

"صاحب التحفۃالاحوذی "عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی تقریباًاس طرح لکھاہے۔فرماتے ہیں:"ابواب باب کی جمع ہے، حقیقت میں اس حسی چیز کانام ہے جس سے دوسرے چیز میں داخل ہوناہوتاہو،اور مجازاایک جیسے مسائل کے عنوان کانام ہے"[4]

اس باب کے عنوان میں دوسرااہم لفظ جس کی تشریح ضروری ہے وہ لفظِ "لا تقبل "ہے کہ یہاں پر قبول سے کیامراد ہے؟مفتی صاحبؒ ان کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز کرتے ہیں:

"قبول ہونے کے دوقسمیں ہیں ایک یہ کہ شی اپنے تمام ارکان اور شرائط کو جمع کرنے والی ہو اور یہ صحۃالاجزاء کے مترادف ہے اور دوسرا یہ کہ شی پر اس کی غرض مرتب ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ثواب اور درجات حاصل ہو۔[5]

مطلب یہ ہے کی قبول کے دو معنی ہیں،ایک کسی عمل کو اپنے تمام ارکان وشرائط کے ساتھ ادا کرنا جس سے انسان کاذمہ فارغ ہو،دوسری معنی یہ ہے کہ کسی بھی عمل سے ذمہ فارغ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ثواب بھی حاصل ہوجائے۔

لفظ "طھور"کی تشریح

اس ترجمۃالباب میں تیسرا اہم لفظ جو وضاحت کا متقاضی ہے وہ "طھور "ہے مفتی صاحبؒ اس لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والطُّھور بالضم فعل الطھارۃ وبالفتح اسم لما یتطھر منہ من الماء وغیرہ

طُھور ضمہ کے ساتھ فعل طھارت کو کہتے ہے اور فتح کے ساتھ (طَھور) پانی کو کہتے ہے جس سے صفائی کی جاتی ہو۔

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

اس جگہ ترجمۃ الباب میں طھور سے سے کیا مراد ہے؟اس کی تعین مفتی صاحبؒ نے نہیں فرمائی"

بعض علماء مثلاً علامہ کرمانیؒ نے اس جگہ طُھور کو صرف وضوء کی معنی میں لیا ہے مگر علامہ بدر الدین عینی[6](المتوفٰی ۸۵۵ھ) طھور کی معنی کا تعین بھی کیا ہے اور علامہ کرمانیؒ کی اس بات کو رد کیا ہے اور فرمایا ہے اس جگہ طُھور سے مراد وضوء اور غسل دونوں ہیں۔

"عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری"میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور طھور طا کے ضمہ ساتھ فعل کو کہتے ہے اور یہ مصدر ہے۔یہاں اس سے مراد عام معنی وضو اور غسل مراد ہے۔اور اس طرح نہیں جیسا کہ کرمانیؒ نے فرمایا ہے" کہ یہاں اس سے مراد وضوء ہے"۔اور طا کے فتح کے ساتھ اس پانی کو کہتے ہے جس سے پاکی حاصل کی جاتی ہو"[7]

حافظ جلاالدین سیوطیؒ(المتوفٰی ۹۱۱ھ) نے مختلف محدثین کے حوالے سے یہی بات لکھی ہے۔لکھتے ہیں:

قال ابن العربی(المتوفٰی ۵۴۳ھ)"قرءتہ بفتح الطاء وھو بضمھا عبارۃ عن الفعل، بفتحھا عبارۃ عن الماء[8]۔

"ابن العربیؒ فرماتے ہے کہ میں ان کو طا کے فتح کے ساتھ پڑھتا ہوں،اور ضمہ کے ساتھ فعل سے عبارت ہے اور فتح کے ساتھ پانی سے" یاد رہے کہ طھور صرف طا کے فتح کے ساتھ بھی دونوں قسم کی معانی کے لے آتا ہے۔

امام النحو سیبویہؒ[9](المتوفٰی ۱۸۰ھ) فرماتے ہیں:

"الطھور بالفتح یقع علی الماء والمصدر معاً"[10]

"طھور فتح کے ساتھ پانی اور مصدر دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے"

بعض علماء نے لفظ "طھور" کو صرف طا کے ضمہ کے ساتھ ضبط کیا ہے۔

"وضبطہ ابن سید الناس: بضم الطاء لا غیر"[11]

"باب مایقول اذا دخل الخلاء" کے تشریح کرتے ہوئے مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

الخلاء بالمد موضع قضاء الحاجۃ سمی بذالک لخلاءہ فی غیر اوقات الحاجۃ وبالقصر الحشیش الرطب [12]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

خلاء مد کے ساتھ قضاحاجت کی جگہ کو کہتے ہے اور اس کو اس وجہ سے خلا کہتے ہے کیونکہ یہ جگہ بھی قضاء حاجت کے اوقات کے علاوہ خالی ہوتی ہے اور قصر کے ساتھ خشک گھاس کو کہتے ہیں

اس جگہ مفتی صاحبؒ نے "الخلاء" کی تین قسم پر لغوی تحقیق فرمائی ہے۔

ایک یہ کہ اس کی ادائیگی کن طریقوں پر ہوتی ہے مفتی صاحبؒ نے اس کی بھی وضاحت فرمائی کہ کس طرح ان کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان کے معانی میں تبدیلی آتی ۔ تیسری اہم چیز وجہ مناسبت ہے کہ خلا کو خلا کیوں کہتے ہیں؟ تو فرمایا کہ چونکہ بیت الخلاء بھی قضاء حاجت کے وقت کے باقی تمام اوقات خالی ہوتی ہے اس لیے اس کو "خلاء" کہتے ہے۔

دوسرے مستند شارحین نے بھی تقریباً اس طرح کی بات لکھی ہے۔

عبدالرحمن مبارکپوریؒ نے اس باب کی تفصیل ان الفاظ میں کی ہے۔

"خلاء" خا کے فتح اور مد کے ساتھ قضاء حاجت کی جگہ کو کہتے ہے۔ ان اوقات کے علاوہ چونکہ یہ جگہ خالی ہوتی ہے اس لیے اس کو 'خلاء" کہتے ہے۔ یہ اصل میں خالی جگہ کو کہتے ہیں پھر قضاء حاجت کی جگہ میں اس کا استعمال کثرت سے ہونے لگا حتی کہ اب اس سے یہی جگہ مراد ہوتی ہے۔(13)

حافظ سیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اس طرح یہی کی طرح بات لکھی ہے۔

بفتح الخاء ممدود: المکان الذی لیس بہ احد(14)۔

"خا کے فتح اور مد کے ساتھ اس جگہ کو کہتے ہے جس میں کوئی بھی نہ ہو"

اس کے بعد مفتی صاحبؒ نے فائدے کے طور پر ایک بات لکھی ہے جو باقی شارحین نے نہیں لکھی، لکھتے ہیں۔

استعملوا فی اسماء موضع الحاجۃ کنایات تعففا وصونا للالسنۃ عما تستقذرہ الطبائع (15)۔

محدثین قضاء حاجت کی جگہوں میں کنایات استعمال کرتے ہیں، پاکدامنی اور اور اپنے زبانوں کو ان الفاظ سے بچانے کے وجہ سے جو انسانی طبیعتوں کو اچھی نہیں لگتی۔

ترجمۃ الباب میں وارد بعض الفاظ کی اصطلاحی تعریفات

مفتی محمد فریدؒ "ترجمۃالباب" کے سلسلے میں الفاظ کی لغوی تحقیق کے بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتاہے کہ یہ لفظ ایک سے زیادہ معانی کا احتمال رکھتاہے۔ بعض اوقات مفتی صاحبؒ ان کی تعین نہیں فرماتے کہ یہاں ان سے کون سی معنی مراد ہے مگر آخر میں اس لفظ کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتاہے کہ یہاں ان سے کون سی معنی مراد ہے۔

"باب ماجاء فی السواک" کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں!

"السواک بالکسر مایتوسک بہ من العود فیرادف المسواک اذا ویطلق علی نفس الفعل وھوالاستیاک وھویذکر ویونث وجمعہ سُوک بضمتین وقد تسکن الواو

سواک کسرہ کے ساتھ اس لکڑی کو کہاجاتاہے جس کے ساتھ مسواک کی جائے، مطلق فعل یعنی استیاک کو بھی کہتے ہے۔اس کو مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال کیاجاتاہے۔اس کی جمع "سوک" دوضموں کے ساتھ اور واو کے سکون کے ساتھ بھی آتاہے۔

اس جگہ مفتی صاحبؒ نے صرف سواک کی دو معانی ذکر کی ہے اور یہ تعین نہیں فرمایاہے کہ یہاں ان سے کون سی معنی مراد ہے۔۔؟

لیکن اس کے بعد اس کی اصطلاحی تعریف کی ہے جن نے واضح ہوجاتاہے کہ ان سے کون سا معنی مراد ہے۔

وفی العرف استعمال العود ونحوہ فی السنان لتطیب الفم (16)

یعنی "سواک" عرف میں لکڑی وغیرہ کو دانتوں میں منہ کی خوشبوں کے لیے استعمال کرنے کو کہاجاتاہے۔

اس جگہ مفتی صاحبؒ نے سواک(کسرہ کے ساتھ) صرف افصح لغت کو ذکر کیا۔تحفۃالاحوذی میں اس کی صراحت موجود ہے۔

"ھو بکسر السین علی الافصح ویطلق علی الآلۃ وعلی نفس الفعل وھوالمراد ھھنا"(17)

سین کے کسرہ کے ساتھ افصح لغت ہے اور اس کا اطلاق آلہ اور نفس فعل پر بھی ہوتاہے اور یہاں یہی (فعل) مراد ہے

معلوم ہوا کہ سین کے کسرہ کے علاوہ اس میں اور غیر فصیح لغت بھی ہے۔

"باب ماجاء فی بدءالاذان"(18) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"الاذان اسم مصدر من اذن یؤذن تاذیناً وھو فی اللغۃ الاعلام"(19)

"اذن اسم مصدر ہے اذن تاذیناً (باب تفعیل) سے لغت میں لوگوں کو باخبر کرنے کو کہتے ہے"

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

اس کے بعد اذان کی شرعی تعریف کرتے ہوئے فرماتے لکھتے ہیں:

وفی الشریعۃ اعلام مخصوص بالفاظ مخصوصۃ فی او قات مخصوصۃ

"شریعت میں اذان خاص وقت میں خاص الفاظ کے ساتھ لوگوں کو باخبر ہونے کو کہتے ہے"

اس کے بعد الفاظ اذان کے اہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"یہ اذان اپنے الفاظ کے کم ہونے کے باوجود اللہ تعالی کی بڑائی، توحید، رسالت، دعوت، معاد اور وجود باری تعالی کی تاکید، بڑائی اور توحید پر مشتمل ہے جو کہ مقصود اصلی ہے

اذان کی مشروعیت، اذان کا اس امت کے خصائص میں سے ہونا اور اذان کی ابتداء کے متعلق لکھتے ہیں۔

"قسطلانیؒ[20] وغیر نے فرمایا ہے کی اذان اور اقامت نماز اس امت کے خصائص میں سے ہیں۔ اذان کی مشروعیت اللہ تعالی کے ارشاد "وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَاةِ ٱتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ "[21] اور اس ارشاد "اذا نودیٰ للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ"[22] (اور یہ دونوں آیات مدنی ہیں)، احادیث صحیحہ اور اجماع سے ثابت ہے۔ اور اس کی ابتداء مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ کے بعد 1 ہجری میں ہوئی۔ جیسا کہ صحیحین اور ترمذی میں میں ابن عمر کی حدیث میں ہے۔ اور ایسی احادیث بھی اور ایسی احادیث بھی مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ہے کہ اذان ابتداء ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی لیلۃ الاسراء کے موقع پر۔ مگر ان روایات میں سے کوئی بھی صحیح نہیں جیسا کی فتح الباری میں ہے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس پر آپ ﷺ کے وہ احادیث دلالت کرتی ہیں جس میں آپ ﷺ کے اذان کے اہتمام کا ذکر ہے"[23]

امام بخاریؒ نے بھی ان دونوں آیات کا تذکرہ "باب بدء الاذان" کے ابتدا میں کیا ہے۔

علامہ عینیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"امام بخاریؒ نے ان دو آیتوں کا تذکرہ یا تو تبرک کے طور پر کیا یا اس وجہ جس کے لئے باب کو ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہے اذان کی ابتداء۔ یہ دونوں آیات مدنی ہیں اور حضرت ابن عباس[24] سے مروی ہے کہ فرضیت اذان "يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُوٓا۟ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ"[25] کے ساتھ ہوئی۔ اور امام بخاری کا اس آیت کو ذکر کرنا

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

،اس میں اسی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ زمخشری[26] سے ان کے تفسیر میں منقول ہے کہ اس میں دلیل نص کتاب کے ساتھ اذان کا ثبوت ہے، صرف خواب سے نہیں "[27]

ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

"اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اذان کی ابتدا مدینہ میں ہوئی۔ اور مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ جب یہود نے اذان کو سنا تو کہنے لگے کہ محمد ﷺ نے ایسی بدعت نکالی ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی پس یہ آیت نازل ہوئی۔ "وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ" الآیۃ۔ اور اللہ کا یہ ارشاد "إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ" اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اذان کی ابتدا مدینہ میں ہوئی کیونکہ جمعہ کی ابتدا بھی مدینہ میں ہوئی۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ اذان کی ابتداء کس سال میں ہوئی تو بعض نے کہا ہیں کہ ایک ہجری میں اس کی ابتدا ہوئی جبکہ بعض نے کہا ہیں کہ اذان کی ابتداء ہجرت کے دوسرے سال اس کی ہوئی"[28]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحبؒ اور دوسروں محدثین نے ان آیات کا ذکر اذان کے باب کی ابتدا میں یا تو تبرک کے طور کیا یا بطور دلیل کہ اذان کی ابتدا صرف خواب سے نہیں بلکہ نص کتاب اللہ سے بھی ثابت ہے۔

مفتی صاحبؒ نے صحیحین کی اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے:

"حضرت ابن عمر[29] فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مدینہ تشریف لے گئے تو لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کے متعلق بات ہوئی۔ بعض نے کہا کہ یہود کی طرح ایک ناقوس استعمال کی جائے۔ بعض نے فرمایا کہ یہود کی سینگ کی طرح بوق استعمال کی جائے۔ پس حضرت عمر نے فرمایا کیوں تم رسول ﷺ کے پاس کسی کو نہیں بھیجتے؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا! کہ اے بلال اٹھ جاؤں اور نماز کے لیے اذان دو۔[30]

اس حدیث میں تصریح ہے کہ اذان کی ابتدا مدینہ میں ہجرت کے بعد ہوئی۔

توضیح الابواب کے سلسلے میں رسول اللہ کے معمولات کا تذکرہ۔

مفتی محمد فریدؒ توضیح الابواب کے ساتھ ساتھ اس سے متعلق معمولات نبی کریم ﷺ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

"باب ماجاء مسح علی الخفین والعمامۃ" کی وضاحت کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

"نبی ﷺ کا چھوٹا عمامہ مبارک چھ گز کا ہوتا تھا اور طویل عمامہ بارہ گز کا اور سعایۃ میں ہے کہ ملا علی قاریؒ[31] نے عمامہ کے متعلق ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ بعض

OPEN ACCESS CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

علماءاحناف نے ذکر کیاہے کہ وہ عمامہ جو آپ ﷺ ہمیشہ استعمال فرماتے تھے وہ سات گز کا ہوتااور جمعہ اور عیدین کے دن جو عمامہ مبارک استعمال فرماتے تھے وہ بارہ گز کا ہوا کرتا تھا اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ تصحیح المصابیح کے مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے تاریخ اور سیرت کے کتب کو تلاش کیا کہ آپ ﷺ کے عمامہ کے بارے معلوم حاصل کر سکوں مگر یہ معلومات مجھے کہی بھی نہیں مل سکیں حتیٰ کی ایک ایسے شخص نے مجھے خبر دی جن کے کے قول پر میں اعتماد کرتا ہوں کہ امام نووی[32] نے فرمایا ہے کہ کہ آپ ﷺ کا چھوٹا عمامہ مبارک سات گز کا ہوتا تھااور لمبا عمامہ بارہ گز کا ہوتا تھا۔اور ملا علی قاریؒ اور دوسرے ارباب سیرت نگاروں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے کبھی صرف عمامۃ باندھتے اور کبھی صرف ٹوپی"[(33)]

یہ تحقیق مفتی صاحبؒ کے نودرات میں سے ہے کہی اور ایسی جامع تفصیل نہیں ملتی!

باب کی شروع میں فقہی مذاہب کا خلاصہ

مفتی صاحبؒ جب بھی کسی ترجمۃالباب کی وضاحت کرتے ہیں اور اس کا باب کا تعلق کسی فقہی مسئلے سے ہو تو ترجمۃالباب میں موجود دوسرے مسائل کے توضیحات کے ساتھ ساتھ اس فقہی مسئلے میں موجود فقہی مذاہب کا خلاصہ بیان کرتے ہیں جس سے باآسانی یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اس مسئلے میں ائمہ کا کیا اختلاف ہے اور ان مجتہدین کے مذاہب کیا ہیں مثلاً

(ا)"باب تخلیل الاصابع "کے تحت لکھتے ہیں۔

"ای اصابع الیدین والرجلین وھوسنۃ عندابی حنیفۃ واحمد وواجب عند عدم انفراج الاصابع وعدم مظنۃ وصول المآء فی خللھا۔ ومستحب عندمالک والشافعی"

":یعنی ہاتھوں اور پاؤں کا خلال امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سنت۔امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے۔اور انگلیوں کے قریب ہونے اور اس گمان کے ساتھ کے اس تک پانی نہیں پہنچے گا امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہیں"

(ا)امام ترمذیؒ ترجمۃالباب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب التسمية عند الوضوء"

اس مسئلے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہیں کہ وضوء کی شروع میں تسمیہ کا کیا حکم ہے۔۔؟

مفتی صاحبؒ اس کے تحت مختلف فقہی مذاہب کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں"

OPEN ACCESS
CC BY

قال داؤدالظاھری الحسن واسحاق انھاواجبۃ،ای فرض وروی عن احمد ایضا، و قال مالک والشافعی ابوحنیفۃ انھا سنۃ۔وھواظھر الروایتین عن احمد۔ وحکی عن مالک انھابدعۃ عن ابی حنیفۃ انھا مستحبۃ و تفرد ابن الھمام من الحنفیۃ بقول الوجوب۔

داؤد ظاھری، حسنؒ بصری اور اسحاق بن راھویہؒ فرماتے ہیں: تسمیہ عند الضوءواجب یعنی فرض ہے اس طرح امام احمدؒ سے بھی روایت ہے اور امام مالک، شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہیں اور احناف میں سے ابن الھمام کا تفرد ہے کہ یہ واجب ہے۔

(۲)"باب ماجاء فی السجود علی الجبھۃ والانف" میں فقہی مذاہب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہیں کہ ناک اور ماتے پر سجدہ مسنون ہے لیکن اس میں کسی ایک پر اقتصار کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

امام احمدؒ کے نزدیک کسی ایک پر اقتصار جائز نہیں۔امام شافعیؒ،امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک بلا عذر صرف ماتے پر سجدہ جائز ہے۔اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں کسی ایک پر بھی اقتصار جائز مگر مکرہ تحریمی ہے۔اور در مختار میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے"

امام ترمذیؒ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۳)"باب ما جاء فی الاشارۃ فی الصلوٰۃ"[(34)]

اس مسئلے میں فقہاء کرام کا اختلاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینا جائز ہے۔ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ نماز میں زبان کے ساتھ سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔پھر اس میں اختلاف ہے کہ اشارہ کے ساتھ سلام دینا جائز ہے یا نہیں؟ تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فرض اور نفل دونوں میں مکروہ تنزیہی ہے اور امام شافعیؒ نے اس کو فرض اور نفل دونوں میں مستحب کہا ہے۔امام محمدؒ نے اس کو صرف فرض میں مکروہ کہا ہے امام مالکؒ سے دو روایتیں ہیں"

(۴)"باب ماجاء ان الاذنین من الراءسِ"

میں ائمہ کا اختلاف کرتے ذکر ہوئے لکھتے ہیں:

"یکفی لھما بلل الراءس یشترط بل لایسن تجدید الماء عندنا الا اذا لم یبق فی یدہ بلۃ و قال الشافعی ومالک احمد فی روایۃ عنہ ان تجدید الماء لھنا سنۃ"[(35)]

"کانوں کے مسح کے لیے ہاتھوں کا گیلا ہونا کافی ہے اور یہ شرط نہیں بلکہ ہمارے نزدیک سنت بھی نہیں ہے امام مالکؒ شافعیؒ اور امام احمدؒ نے فرمایا ہے کے نئے پانی سے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

مسح کرنا سنت ہیں"

مفتی صاحبؒ نے باب کے توضیح میں نماز میں ہاتھ اور زبان کے ساتھ سلام کا جواب دینے میں مذاہب اربعہ کا خلاصہ پیش کیا جس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس امام کا کون سا مذہب ہے۔

امام ترمذیؒ ترجمۃالباب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب ما جاء فی الجمع بین الصلوٰتین "

اس مسئلے میں مفتی صاحبؒ باب کے شروع میں مختلف فقہی مذاہب کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علماء کا جمع بین العصر والمغرب اور بین المغرب والعشاء میں اختلاف ہے۔امام شافعیؒ نے سفر اور اور بارش میں اجازت دی ہے چاہے جس کو مقدم کرے اور امام احمدؒ کا مذھب امام شافعی کی طرح ہے مگر انہوں نے بیماری میں بھی اجازت دی ہے اور امام مالکؒ نے سفر میں اجازت دی ہے۔اور فقط مغرب اور عشاء میں بارش کی وجہ سے اجازت دی ہے۔اور ابن حبیب مالکیؒ نے بارش کے علاوہ سارے اوقات میں اجازت دی ہیں اور امام بخاریؒ کا کلام بھی اس طرف مشیر ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین صرف عرفہ اور مزدلفہ میں جائز ہے مگر احناف میں صاحب البحر(ابن نجیمؒ) نے سفر حج میں امام شافعیؒ کی تقلید کرتے ہوئے مغرب اور عشاء میں اجازت دی ہے ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو امام شافعیؒ کے نزدیک ہیں"(36)

ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے فقہا اور تابعین کے مذاہب کا ذکر

منہاج السنن کے مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ مفتی صاحبؒ نے توضیح الابواب کے سلسلے میں بہت سی جگہوں پر ائمہ اربعہ کے مذاہب کے علاوہ دوسرے فقہاء اور تابعین کے مذاہب کا ذکر بھی کیا ہے جن سے دوسرے ائمہ اور تابعین کے مذاہب باآسانی معلوم ہوتی ہیں۔مثلاً

(۱)۔۔۔امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں:

"باب مسح الاذنین ظاھر ھما و باطنھما"(37)

مفتی صاحبؒ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

"کانوں کے مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے۔ائمہ اربعہ کے نزدیک ظاہر اور باطن دونوں طرف سے مسح کیا جائے گا۔ابن اسحاقؒ نے فرمایا ہے کہ چہرے کے دھونے کے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

کے ساتھ کانوں کے باطن کو بھی دھویا جائے گا اور سر کے مسح کے ساتھ ظاہر کا مسح کیا جائے گا۔امام زہریؒ کے نزدیک کہ چہرے کے دھونے کے ساتھ کانوں کے ظاہر اور باطن دونوں کو بھی دھویا جائے گا اور بعض نے فرمایا ہے کہ چہرے کے دھونے کے ساتھ کانوں کے ظاہر اور باطن دھویا جائے گا اور اس کے بعد سر کے مسح کے ساتھ ظاھر اور دونوں طرف ان کا مسح بھی کیا جائے گا۔امام شعبیؒ فرماتے ہیں کے کانوں کے سامنے کو چہرے کے ساتھ دھویا جائے گا اور پیچھے حصے کو سر کے ساتھ مسح کیا جائے گا"[38]

اس طرح "باب التسمیۃ عند الوضوء" کی ابتداء میں ائمہ اربعہ کے علاوہ تابعین اور دوسرے فقہاء کا مذھب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال داؤد الظاھری الحسن واسحاق انھا واجبۃ ای فرض"

"داؤد ظاھریؒ، حسن بصریؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ یہ (تسمیہ عند الضوء) واجب یعنی فرض ہے"

توضیح الابواب کے سلسلے میں صحیح نسخوں کی نشاندہی

بعض اوقات امام ترمذیؒ نے ترجمۃ الباب کو ایک نام کے ساتھ ذکر کیا ہوتا ہے اور نسخوں میں غلطی کی وجہ سے مشہور دوسرا ہوتا جس کی وجہ بعد میں ذکر کردہ حدیث اور باب کے درمیان کوئی بھی مناسبت نہیں ہوتا۔کیونکہ ترجمۃ الباب میں جس مسئلے کا ذکر ہوتا ہے آگے ذکر شدہ کسی بھی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہوتا، مفتی صاحبؒ اس غلطی کی نشاندہی بڑی اچھی انداز میں فرماتے ہیں۔

(ا)"باب ماجاء فی المسح علی الجوربین والعمامۃ" کی وضاحت کے سلسلے میں نسخوں کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہو فرماتے ہیں:

"ہند کے نسخوں میں جوربین کا لفظ موجود ہے لیکن اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کیونکہ مصنفؒ نے اس کے متعلق باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کیا ہے اور شیخ عابد سندی کے نسخہ میں جوربین کا ذکر نہیں شیخ مبارکپوریؒ نے عتیقہ کے مخطوط سے بھی اس طرح (بغیر لفظ جوربین) نقل کیا ہے اور ابن العربیؒ نے بھی اس طرح ذکر کیا ہے۔پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوربین کا لفظ غلط ہے اس کے لیے کوئی اصل نہیں ہے"

مفتی صاحبؒ نے عبدالرحمٰن مبارکفوریؒ کی جن بات کا حوالہ دیا ہے وہ کچھ یوں نقل کیا جاتا ہے

"وفی نسخۃ قلمیۃ عتیقۃ: باب ماجاء فی المسح علی العمامۃ، ولیس فیہ ذکر لفظ الجوربین وھو الظاھر"[39]

"اور عتیقہ کے قلمی نسخ میں اس طرح ہے:"باب ماجاء فی المسح علی العمامۃ" اور اس میں جوربین کے لفظ کا ذکر نہیں اور یہی ظاھر بھی ہے"

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

امام ترمذی ترجمۃالباب کو عنوان قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۲)"باب ماجاء فی مواکلۃالجنب والحائض وسؤرھما"[40]

کی وضاحت کرتے ہوئے نسخوں میں الفاظ کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وفی بعض نسخ لم یذکر الجنب وھوالصواب لعدم التعرض الی الجنب فی حدیث الباب

"اور بعض نسخوں میں "جنب"کا ذکر نہیں ہے جو کہ ٹھیک بھی ہے کیونکہ اس باب کے احادیث میں جنب کا ذکر ہی نہی ہے"

عام نسخوں میں جنب کا ذکر موجود ہے جبکہ بعض نسخ میں جنب کا ذکر موجود نہیں جو ٹھیک بھی ہے اور مفتی صاحبؒ نے بھی اس کی تصحیح فرمائی ہے۔اب جس عام نسخوں میں جنب کا لفظ موجود ہے تو اس کی کیا تاویل کی جائی گی مفتی صاحب نےؒ ان کے جواب کی طرف التفات نہیں فرمایا۔بعض شارحین نے ان کی تاویل کی ہے ۔"تشریحات ترمذی"میں ہے:

"اس نسخے میں جنب کا ذکر ہے جبکہ بعض نسخوں میں جنب کا ذکر نہیں بظاہر وہی ٹھیک ہے کیونکہ حدیث باب میں جنب کا ذکر نہیں تو باب میں نہیں ہونا چاہیے لیکن جن نسخوں میں جنب کا ذکر ہے ان کی تاویل یہ ہوگی کہ امام ترمذیؒ نے بطور استنباط یہ لفظ ذکر کیا ہے کیونکہ جب حائضہ کا جھوٹا جائز ہے جو کہ اغلظ نجاست اور حدث ہے تو جنب کا بطور اولی جائز ہوگا"

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی نسخ کی اس اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے۔فرماتے ہیں۔

"وفی بعض النسخ وسؤرھما"(41)

ایک اور جگہ توضیح الابواب کے سلسلے میں صحیح نسخوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۳)"باب ماجاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین فی السجود"(42)

اس میں صحیح نسخوں کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ھکذافی النسخ المروجۃ فی بلادنا،لکن الظاھر المطابق للحدیث مافی بعض النسخ"باب ماجاء فی وضع الرکبتین قبل الیدین"(43)

"ہمارے ہاں تمام شہروں میں موجود نسخوں میں اس طرح ہیں۔لکن ظاہر اور حدیث کے مطابق اس طرح ہونا چاہیے جو کہ بعض نسخوں میں آیا ہے یعنی یہ باب ہے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنا۔

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی نسخوں کی اس غلطی اور صحیح نسخوں کی وضاحت فرمائی ہیں۔لکھتے ہیں۔

"وفی بعض النسخ باب ماجافی الرکبتین قبل الیدین وھذا ھویطابقہ حدیث الباب"(44)

ترجمۃالابواب کامفہوم اور غرض بیان کرنا

بعض اوقات مفتی صاحبؒ دوسرے تحقیقات کے ساتھ ساتھ ترجمۃالباب کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ امام ترمذیؒ کا اس باب قائم کرنے سے مطلب کیا ہے جس سے پڑھنے والے کو باب کا خاکہ ذہن میں آتا ہے۔ذیل میں ان کے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

امام ترمذیؒ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱)۔۔۔"باب ماجاءفی تعجیل الصلوٰۃ اذا اخرھاالامام"(45)

مفتی صاحبؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں"

"ای باب ماجاءفی اداءھافی الوقت المختار اذا اخرھاالامام الجائرالی الوقت المکروہ"

"یعنی یہ باب نماز کو اپنے مختار وقت میں ادا کرنے کے متعلق ہے جب ظالم بادشاہ اس کو مؤخر کرے"

اس جملے میں آپؒ نے اس ترجمۃالباب کی وضاحت ساتھ اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ یہاں پر امام سے کون سے امام مراد ہے۔مفتی صاحبؒ نے یہاں امام جابر کا لفظ کیوں استعمال کیا؟وجہ یہ ہے مملکت اسلامیہ میں سرکاری عہدوں پر فائزلوگ مثلا قاضی اور گورنر وغیرہ جامع مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔اور یہ امام بااختیار ہوتے تھے جب ان کا جی چاہتا نماز کے لیے آتے تھے۔لوگ ان کا انتظار کرنے پر مجبور ہوتے تھے اور ان کو نماز کے لیے وقت پر کہنا اور ان کی اجازت کی بغیر نماز پڑھنا اپنی شامت اعمال کو دعوت دینا تھا۔اس لیے فرمایا کہ جب امام جابر نماز کو اپنے مختار وقت سے مؤخر کرے تو لوگوں کو چاہیے کہ اپنے نمازوں کو صحیح وقت پر ادا کریں اور جب امام آجائے تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھیں ان کی یہ نماز نفل ہوگی۔

(۲)۔۔۔امام ترمذیؒ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب ماجاءان الماء من الماء

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ای لایجب الغسل الا بالانزال دون الاکسال وھو مذھب داؤد ظاھری

"یعنی غسل شرمگاہوں کے ایک دوسرے کے لگنے سے واجب نہی ہوتی بلکہ انزال سے اور داؤد ظاہرؒ کا مذہب یہی ہے"

مفتی صاحبؒ سے نے اس باب کا مفہوم بیان کر دیا کہ اس سے کیا مراد ہے اور ساتھ یہ بھی بتا یا دیا کہ یہ کس کا مسلک ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کا مذہب یہ نہیں ہے۔اس جگہ آپؒ نے امام ترمذیؒ کا اس باب کو قائم کرنے سے کیا مقصد ہے یہ نہیں بتا یا دوسرے شاحین نے اس مقصد کا ذکر کیا ہے کہ امام ترمذیؒ نے باب کا یہ عنوان کیوں رکھا۔

عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں۔

"مقصود الترمذی من عقد ھذا الباب ان الحدیث الماء من الماء منسوخٌ"(46)

"امام ترمذیؒ کا اس باب کو قائم کرنے سے مقصد یہ ہے کہ حدیث پانی، پانی سے ہے منسوخ ہے"

(۳)۔۔۔امام ترمذیؒ باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب ماجاء فی الوضوء مرۃ و مرتین و ثلاثاً

اب اس باب کا مطلب کیا ہے مفتی صاحبؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لیس غرضہ حکایۃ جمعھا فی طھور واحد بل غرضہ بیان ورود الطرق الثلاثۃ تارۃ ھذا اوتارۃ ذاک فلا اضطراب فی الرویات

"امام ترمذیؒ کا یہ باب قائم کرنے سے یہ غرض یہ نہیں کہ ایک ہی وضوء میں اس تین طریقوں کو جمع کیا جائے بلکہ ان کا مقصد ان تین طریقوں کو جمع کرنا ہیں ۔پس اسی وجہ سے روایات میں اضطراب بھی نہ رہا"

امام ترمذیؒ نے اس باب کا جو نام رکھا ہے اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی وضوء میں یہ تین طریقے آپ ﷺ سے ثابت ہیں بلکہ ایسا نہیں مفتی صاحبؒ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ امام ترمذیؒ کا مقصد وہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔

اس سے زیادہ واضح کلام عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ کا ہے۔لکھتے ہیں:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

"یہ باب ان حدیث کے متعلق ہے جس میں وضوء کا ایک ایک، دو دو اور تین تین دفعہ کا ذکر ہو یعنی ایک حدیث ہے جو تین مختلف احوال پر مشتمل ہے۔ پس اس ایک باب کی انتہاء مجموعی طور پر تین ابواب ہوئے مگر یہ کہ سابقہ تین ابواب تین قسم کے ابواب کے لحاظ سے تھے اور یہ باب ایک اعتبار سے (تین قسم کے حالات پر مشتمل ہیں) کیونکہ آپ ﷺ نے ایک ہی وضوء میں ان احوالہ مذکورہ کو جمع نہیں کیا"(47)

(۴)۔۔۔امام ترمذیؒ باب کا عنوان قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"باب ماجاء فی اقامۃ الصلب اذا رفع راسہ من السجود والرکوع"(48)

اب اس باب کو قائم کرنے سے امام ترمذیؒ کا کیا مقصد اور غرض اور کس حکم کے اثبات کے لیے یہ باب قائم ہے کیونکہ ہر محدث کا کسی باب کو قائم کرنے اور اس عنوان دینے سے بہت سے اغراض ہوتے ہیں اور یہ باب کا یہ عنوان ہی بہت سے علمی باتوں اور رموز پر مشتمل ہوتا ہیں۔ شارحین کتب حدیث ان باتوں اور اغراض کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے یہاں جو باب قائم کیا ہے اور ان کو جو عنوان دیا ہے، مفتی صاحبؒ ان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"غرضہ اثبات التعدیل فی القومۃ والجلسۃ فالعامۃ علی استنانہ فیھما وبعض المحققین علی وجوبہ فیھما قدر تسبیحۃ واما القدر الزائد فلیس بواجبٍ"(49)

"امام ترمذیؒ کا اس باب سے مقصود قومہ اور جلسۃ میں تعدیل کو ثابت کرنا ہے عام فقہاء اور اس کے سنت کے قائل ہے اور اور بعض محققین ایک تسبیح کے مقدار اس کے وجوب کے قائل ہے۔ اس سے زیادہ واجب نہیں"

(۵)۔۔۔امام ترمذیؒ ترجمۃ الباب کا عنوان قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"باب ماجاء فی التکبیر عند الرکوع والسجود"(50)

ترمذی کی اس باب کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب منہاج السنن فرماتے ہیں!

"لعل غرض المصنف الرد علی ما ارتکبہ بنوامیۃ من ترک التکبیر فی الخفض"(51)

"معلوم ہوتا ہے کے مصنف کا اس باب سے مقصد بنوامیہ پر رد کرنا ہے جنہوں نے خفض کے دوران تکبیر کو ترک کر دیا تھا"

بعض اوقات مفتی صاحبؒ مختلف الفاظ میں ترجمۃ الباب کا مفہوم، غرض اور جس مسلک کی دلیل کی طرف اس میں اشارہ ہوا س کی وضاحت فرماتے ہیں: امام ترمذیؒ ترجمۃ الباب کا عنوان قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

"باب کراھیۃالبول فی الماءالراکد"

مفتی صاحبؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"ای الماء الذی لا یکون جاریا حقیقۃ ولا حکما یکرہ فیہ البول ویتنجس بخلاف الماء الجاری حقیقۃ او حکما وھو الماء الکثیر الراکد فانہ یکرہ فیہ البول ولکن لا یتنجس، ولعل الامام الترمذی یقصد بذکرھذاالباب ذکردلیل الحنفیۃ

"یعنی اس سے مراد وہ پانی ہے جو نہ حقیقتا جاری ہو اور نہ حکما اس میں پیشاپ کرنا مکروہ ہے اور اس سے پانی نجس بھی ہوتا ہے۔بخلاف جاری پانی کے حقیقتا ہو یا حکما جس سے مراد کھڑا ہوا زیادہ پانی ہے کیونکہ اس میں پیشاپ کرنا اگرچہ مکروہ ہے لیکن ان سے پانی نجس نہیں ہوتا۔اور شاید امام ترمذیؒ کا اس باب سے مقصد احناف کے مذہب کے دلیل کو ذکر کرنا ہے"

مولانہ رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

اس باب سے مقصود مذہب حنفیہ کا اثبات ہے۔(52)

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ کسی ایک مسئلے سے متعلق احادیث نبوی ﷺ لاتے ہیں اور اس کے لیے مختلف ابواب قائم کرتے ہیں اور اس کے درمیان ایسے احادیث ذکر کرتے ہیں جن کا ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، مفتی صاحب اس پر تنبیہ فرماتے ہیں مثلا "سنن ترمذی" میں ہیں:

"باب فی خروج النساء الی المساجد"(53)

مفتی صاحبؒ اس کی وضاحت میں فرتے ہیں:

"ھذا لباب والباب الآتی لا ینا سبان بابواب السجود ایرا دھما اما غلط من الکاتب و اما سھو من المؤلف کمافی کوکب الدری"

"یہ اور اس کے مابعد والا باب ابواب السجود کے مناسب نہیں یا تو یہ کاتب کی غلطی ہے یا مؤلف کا سہو جیسا کہ کوکب الدری میں ہیں"

مابعد والے باب سے مراد "باب ماجاء فی کراھیۃ البزاق فی المسجد"54 ہے۔اور وجہ عدم مناسبت ظاہر ہے کیونکہ ان دونوں بابوں سے پہلے اور بعد میں سجدہ سے متعلق ابواب کا ذکر ہے اور یہ دونوں ابواب ان کے ساتھ کوئی مطابق نہیں رکھتا۔

[1]---مولانہ محمد رقیب مجددی وتجلیات فرید،،ج1ص 30-29،الفرید اکیڈمی دارالعلوم صدیقہ زروبی، صوابی، خیبر پختونخواں، پاکستان،طبعہ سوم، سن اشاعت اکتوبر 2011ء

[2]---الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی،ابواب الطھارۃ(1) باب ماجاء لا تقبل صلٰوۃ بغیر طھورٍ(2)

[3]---مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص 28،بدون طبع وتاریخ

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

4-"ابواب جمع باب ،وھو حقیقۃ لما کان حسیا یدخل منہ الی غیرہ،ومجازا لعنوان جملۃ من المسائل المتناسبۃ" (مبارک پوری ،عبدا لرحمن ،تحفۃ الاحوذی ، تحقیق عبد الوھاب عبدالطیف،ج1ص18،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ)

5-"والقبول قسمان احدھماان یکون الشئی مستجمعاللارکان والشرائط ویرادفہ الصحۃالاجزاءوالثانی کون الشیئ یترتب علیہ غرضہ من وقوعہ عنداللہ جل ذکرہ موقع الرضاویترتب علیہ الثواب والدرجات" (مفتی محمد فرید،منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص28،بدون طبع وتاریخ)

6-بدرالدین العینی، محمود بن احمد ،، مؤرخ، علامہ، محدث اور فقیہ تھے۔762ھ کو عینتاب میں پیداہوئے اورروفات 755ھ کو ہوئی۔بہت سے کتابیں یادگار چھوڑی جس میں صحیح بخاری کی شرح "عمدۃالقاری اورہدایہ "البنایہ" شامل ہیں۔

(زرکلی،خیرالدین،الاعلام ج7ص163،دارالعلم للملایین،بیروت،طبعہ خامسہ،مئی2002ء)

7-"وھوبضم الطاء:وھوالفعل الذی ھوالمصدر۔والمرادبہ ھھنااعم من الوضوءوالغسل،ولیس کما قالہ الکرمانی:والمرادبہ ھھناالوضوء،وامابفتح الطاءفھوالماءالذی یتطھربہ"

(عمدۃالقاری شرح صحیح البخاری،بدرالدین عینی،تحقیق عبداللہ محمود محمد عمر،ج2ص369،دارالکتب العلمیہ،بیروت لبنان،الطبعۃالاولی2001ء)

8---سیوطی،جلاالدین،قوت المغتذی شرح جامع الترمذی،ص27،بدون طبعہ وتاریخ

9---دبستان بصرہ کے ممتاز نحوی کالقب،جن کااصلی نام عمروبن عثمان بن قنبر تھااورکنیت ابوالبشر یاابوالحسن تھی،148ھ کوشیراز کے گاؤں میں پیداہوئے،طلب علم کے سلسلے میں بصرہ تشریف لے گئےاور وہاں کے مشہورامام نحوعلامہ خلیل بن احمد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔امام ابن درید فرماتے ہے کہ سیبویہ نے 180ھ کوشیرز میں وفات پائی اوران کی قبر شیرازہی میں ہے۔

(خطیب بغدادی،تاریخ بغدا،ج12ص198دارالکتب العربیہ،بیروت،بدون تاریخ)

10---سیوطی،جلاالدین،قوت المغتذی شرح جامع الترمذی،ص27،بدون طبعہ وتاریخ

11---سیوطی،جلاالدین،قوت المغتذی شرح جامع الترمذی،ص27،بدون طبعہ وتاریخ

12---مفتی محمد فرید،منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص56،بدون طبع وتاریخ

13---"بفتح الخاءوالمدائ موضع الحاجۃ سمی بہ لخلائہ من غیراوقات الحاجۃوھوالکنیف واصلہ المکان الخالی ثم کثراستعالہ حتی تجوزبہ عن ذلک"

(مبارک پوری،عبدالرحمن،تحفۃالاحوذی،تحقیق عبدالوھاب عبدالطیف،ج1ص41،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ)

14---سیوطی،جلاالدین،قوت المغتذی شرح جامع الترمذی،ص27،بدون طبعہ وتاریخ

15---مفتی محمد فرید،منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص56،بدون طبع وتاریخ

16---مفتی محمد فرید،منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص56،بدون طبع وتاریخ

17---مبارک پوری،عبدالرحمن،تحفۃالاحوذی،تحقیق عبدالوھاب عبدالطیف،ج1ص101،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ

18---سنن ترمذی،ابواب الصلٰوۃ(2)باب ماجاءفی بدءالاذان(139)

19---مبارک پوری،عبدالرحمن،تحفۃالاحوذی،تحقیق عبدالوھاب عبدالطیف،ج1ص61،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ

20---احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک،قسطلانی،قتیبی،مصری858ھ کو قاہرہ میں پیداہوئے۔حدیث،سیرت اور تجوید وقرات میں مہارت تامہ حاصل کی۔علم حدیث کے چوٹی کے علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔قاہر میں 923ھ کووفات ہوئی۔(شوکانی،محمد بن علی،البدرالطالع بمحاسن من بعد قرن التاسع،ج1،ص102،مطبعہ السعادۃ،مصر1348ء)

21---سورۃالمائدۃ58:5

22---سورۃالجمعہ،9:62

23---"قال القسطلانی وغیرہ ان الاذان والاقامۃ لصلوۃ من خصائص ھذہ الامۃ ومشروعیتہ ثابتۃ بقولہ تعالیٰ "واذا نادیتم الی الصلوٰۃ" وقولہ تعالیٰ "اذانودی لصلوۃ من یوم الجمعۃ" وکلتاالاٰیتین مدنیۃ وبالاحادیث الصحیحۃ والاجماع وکان البدءہ باالمدینۃ المنورۃ بعدبناءالمسجد الاولی 1ھ کماھوفیحدیث ابن عمرفی الصحیحین والترمذی۔وورددت احادیث تدل علی ان الاذان شرع بمکۃ قبلاالھجرۃ فی لیلۃالاسراء ولایصح شیئ من ھذہ الروایات کذافی الفتح وصرح ابن منذر بعد بمکۃ قلت ویؤیدہ حدیث اھتمام النبی ﷺ تشاورۃ"

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

(مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص 123، بدون طبع وتاریخ)

24--- عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ھاشمؒ بن عبد مناف، ابوالعباس القرشی، الہاشمی، 3 قبل ہجری کو پیدا ہوئے۔ ان کے بیدائش کے وقت حضور ﷺ اپنے اہل بیت کے ساتھ شعب ابن ابی طالب میں تھے۔ ان کو وہاں پر لایا گیا اور آپ ﷺ ان کی تحنیک فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ سے کے چچازاد تھے۔ جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت عباس کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ ان کے والدہ کا نام لبابہ الکبری بنت الحارث بن خزن الھلالیہ تھا۔ حبر الامت اور ترجمان القرآن جیسے القاب سے نوازے گئے۔ طائف میں سکونت پزیر تھے اور وہیں 68ھ کو وفات پائی۔ (ابن الاثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج3ص 92 دارالکتاب العربی، بیروت، 2006ء)

25--- سورۃ الجمعۃ 9:62

26--- محمود بن عمر بن محمد بن احمد، خوارزمی، جار اللہ، ابو القاسم، خوارزم کے مضافاتی گاؤں زمحشر میں 467ھ کو پیدا ہوئے۔ عرصہ دراز تک مکہ معظمہ میں رہائش پزیر ہونے کی وجہ سے جار اللہ کہلائے، خوارزم میں 537 کو وفات ہوئے۔ لغوی ادیب، حنفی اور معتزلی تھے (قرشی، عبدالقادر، ص756 الجوہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ، عبدالقادر قرشی، دارالکتب، العلمیہ،، بیروت 2005ء)

27--- "وانماذ کر ھاتین آیتین اماالتبرک اولارادۃ مابوب لہ وھوبدء الاذان وکان ذالک بالمدینۃ والآیتان المذکورتان مدنیتان۔ وعن ابن عباس: ان فرض الاذان نزل مع الصلوٰۃ" یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ" وایراد البخاری ھذہ الآیۃ ھھنا اشارۃ الی بدء الاذان بالآیۃ المذکورۃ کماذکرناوعن ھذا قال الزمحشری فی تفسیرہ قیل: فیہ دلیل علی ثبوت الاذان بنص الکتاب لا بالمنام" (عینی، محمد بن احمد، عمدۃ القاری 139:3 داراحیاء التراث العربی، 2005ء)

28--- قولہ (وَقَوۡلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذَا نَادَیۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ) الآیۃ یشیر بذلک إلی أن ابتداء الأذان کان بالمدینۃ، وقد ذکر بعض أھل التفسیر أن الیھود لما سمعوا الأذان قالوا: لقد ابتدعت یا محمد شیئا لم یکن فیما مضی، فنزلت (وَاِذَا نَادَیۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ) الۡاٰیَۃَ. ا. قولہ: (وَقَوۡلِہٖ تَعَالٰی: اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ) یشیر بذلک أیضا إلی الابتداء، لأن ابتداء الجمعۃ إنما کان بالمدینۃ کما سیأتي في بابہ. واختلف في السنۃ التی فرض فیھا: فالراجح أن ذلک کان في السنۃ الأولی، وقیل بل کان في السنۃ الثانیۃ، وروي عن ابن عباس أن فرض الأذان نزل مع ھذہ الآیۃ"

(عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری 396:3 دارالقلم، بیروت لبنان، 2007ء)

29--- عبداللہ بن عمر بن خطاب، جلیل القدر صحابی ہے۔ 10 قبل ہجری کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اسلام ہی میں ہوش سنبھالا۔ اپنے والد کی معیت میں ہجرت کی۔ مرویات کی تعدا 2630 ہیں۔ مکہ مکرمہ میں 73ھ کو وفات پائی۔ (بن خلکان، احمد بن محمد وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج3ص 309، منشورات ریاضی قم ایران، بدون تاریخ)

30--- "ان بن عمر کان یقول کان المسلمون حین قدموا المدینۃ یجتمعون فیتحینون الصلاۃ لیس ینادی لھا فتکلموا یوما فی ذالک فقال بعضھم اتخذوا ناقوسا مثل ناقوس النصاریٰ وقال بعضھم بوقا مثل قرن الیھود فقال عمر اولا تبعثون رجلا منکم فقال یا بلال قم فناد بالصلوٰۃ"

(صحیح بخاری، کتاب الاذان (14) باب بدء الأذن (1) حدیث: 579)

31--- ملا علی قاری بن سلطان محمد حنفی فقیہ تھے، ہرات میں پیدا ہوئے مکہ مکرمہ میں پرورش پائی۔ 1014 کو وفات ہوئی۔ سال میں ایک مصحف لکھ کر اسے فروخت کرتے اور پر گزراوقات کرتے تھے۔

(شوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد قرن التاسع، ج1، ص345، مطبعۃ السعادۃ، مصر 1348ء)

32--- یحیٰ بن شرف بن مزی بن حسن، نووی، شافعی، ابوزکریا، سوریا کے علاقے حوران کے گاؤں "نوا" میں 631ھ میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کے لئے دمشق گئے اور طویل مدت کے لیے وہاں اقامت پذیر ہوئے۔ اپنے ہی گاؤں میں 676ھ کو وفات پائی (ذہبی، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ: ج4ص 234، مکتبہ رحمانیہ، لاہور بدون الطبع والتاریخ)

33--- کانت لنبی ﷺ عمامۃ قصیرۃ ست اذرع وعمامۃ طویلۃ اثنا عشر ذراعا وفی السعایۃ ذکر علی القاری رسالۃ فی العمامۃ ذکر بعض علماء نا الحنفیۃ ان العمامۃ التی کان یلبس دائما طولھا سبعۃ اذرع والتی تلبس فی الجمعۃ والعیدین طولھا اثنا عشرۃ ذراعا ویؤدہ ماذکرہ الجزری فی تصحیح المصابیح قد تتبعت الکتب وتطلبت من کتب السیر والتواریخ لا اقف علی قدر عمامۃ ﷺ فلم اقف عل شیئ حتیا خبرنی من اثق بہ انہ وقف علی شیئ کم کلام الشیخ محی الدین النوویذ کر فیہ انہ ﷺ کان لہ عمامۃ قصیرۃ وعمامۃ طویلۃ وان القصیرۃ کانت سبعۃ اذرع والطویلۃ اثنیٰ عشر انتھی وذکر العلی القاری ایضا وار باب السیر ان النبی ﷺ کان یلبس القلانس تحت العمائم ویلبس العمائم بغیر القلانسۃ

(مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص 236، بدون طبع وتاریخ)

34--- سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ (2) باب ماجاءف الاشارۃ فی الصلوٰۃ (271)

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

[35]---مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص126،بدون طبع وتاریخ

[36]---"اختلف فی الجمع بین الظہر والعصر وکذابین المغرب العشاء فاجازہ الشافعی فی السفر والمطر وکذابین المغرب والعشاء فاجازہ الشافعی فی السفر والمطر سواء قدمت الثانیۃ الی الاولیٰ اواخرت الاولیٰ الی الثانیۃ مذھب احمد مثل مذھب الشافعی الاانہ اجازالجمع لعلۃ المرض ایضا اجازہ مالک فی السفر وکذااجازہ فی المغرب والعشاء فقط عند المطر وقال ابن حبیب من المالکیۃ یختص الجمع باالسائر دون النازل وروی عن مالک واحمد جواز جمع التاخیر دون التقدیم ویشیر کلام البخاری الی اختیارہ۔ وعندابی حنیفہ واصحابہ لایجوزالجمع الوقتی فی غیر عرفۃ ومدلفۃ الاان صاحب البحر جوزالجمع بین المغرب والعشاء فی سفر الحج تقلید اللامام الشافعی"
(مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص59،بدون طبع وتاریخ)

[37]---سنن ترمذی،ابواب الصلوٰۃ(2)باب مسحً الاذنین ظاھرھماوباطنھما(27)

[38]---"اختلفوافی وظیفۃ الاذنین فقال الائمۃ الاربعۃ بمسح ظاھرھماوباطنھما وقال اسحاق بمسح الباطن عند غسل الوجہ وبمسح الظاھر عند مسح الرءس وقال الزھری بغسل الباطن والظاھر عند غسل الوجہ وقال ابن شریح بغسل الظاھر والباطن عند غسل الوجہ---
وبمسح الظاھر والباطن عند مسح الراءس وقال الشعبی یغسل ما اقبل مع الوجہ ویمسح ماادبر مع الراءس"
(مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج1ص167،بدون طبع وتاریخ)

[39]---(مبارک پوری، عبدالرحمن، تحفۃ الاحوذی، تحقیقً عبدالوھاب عبدالطیف، ج1ص341،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ)

[40]---سنن ترمذی،ابواب الطھارۃ(1)باب ماجاء فی مواکلۃ الجنب والحائض وسورھما(101)

[41]---(مبارک پوری، عبدالرحمن، تحفۃ الاحوذی، تحقیق عبدالوھاب عبدالطیف، ج1ص415،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ)

[42]---سنن الترمذی،ابواب الصلوٰۃ(2)باب مع جاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین فی السجود(197)

[43]---(مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج2ص167،بدون طبع وتاریخ)

[44]---(مبارک پوری، عبدالرحمن، تحفۃ الاحوذی، تحقیقً عبدالوھاب عبدالطیف، ج2ص197،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ)

[45]---سنن ترمذٰی ابواب الصلوٰۃ(2)باب ماجاء فی تعجیل الصلوٰۃ اذااخرھاالامام(15)

[46]---(مبارک پوری، عبدالرحمن، تحفۃ الاحوذی، تحقیق عبدالوھاب عبدالطیف، ج2ص365،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ)

[47]---"أي باب الحدیث الذي ورد في الوضوء مرۃ ومرتین وثلاثایعني في الحدیث الواحد المشتمل علی ثلاث أحوال في ثلاث أوقات فیرجع مآل ھذاالباب الواحد إلی مجموع الأبواب الثلاثۃ إلا أن الأبواب الثلاثۃ السابقۃ باعتبار الأحادیث الثلاثۃ وھذاالباب باعتبار حدیث واحد لا باعتبار حالۃ لأنہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجمع الأحوال المذکورۃ في وضوء واحد"
(مبارک پوری، عبدالرحمن، تحفۃ الاحوذی، تحقیق عبدالوھاب عبدالطیف، ج2ص260،دارالفکر بیروت لبنان بدون طبعہ والتاریخ)

[48]---سنن ترمذی،ابواب الصلوٰۃ(2)باب ماجاء فی اقامۃ الصلب اذارفع راسہ من السجودالرکوع(207)

[49]---(مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج2ص152،بدون طبع وتاریخ)

[50]---سنن ترمذی،ابواب الصلوٰۃ(2)باب ماجاء فی التکبیر عندالرکوع والسجود(188)

[51]---(مفتی محمد فرید، منہاج السنن شرح جامع السنن ج2ص197،بدون طبع وتاریخ)

[52]---الکوکب الدری1:199

[53]---سنن ترمذی،ابواب الصلوٰۃ(2)باب فی خروج النساء الی المساجد(390)

[54]---سنن ترمذی،ابواب الصلوٰۃ(2)باب فی کراھیہ البزاق فی المسجد(391)

OPEN ACCESS

CC BY